REGU. No. L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل

روزنامہ — ربوہ

یوم شنبہ ۱۲ شوال ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

جلد ۴۹/۱۴ ۹ شہادۃ ۱۳۳۹ھش ۹ اپریل ۱۹۶۰ء نمبر ۷۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۸ اپریل بوقت دس بجے صبح

حضور اقدس کو بواسیر کی جو شکایت تھی۔ اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے افاقہ ہے۔ رات نیند اچھی آ گئی۔ اور اس وقت بھی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ احباب جماعت حضور اقدس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

تعلیم کا مقصد لوگوں میں قائدانہ صلاحیتیں پیدا کرنا ہے

"عورتیں امور خانہ داری پر پوری توجہ صرف کریں" ۔ صدر ایوب کا خطبہ اسناد

لاہور ۸ اپریل ۔ صدر ایوب نے کل گورنمنٹ کالج لاہور کی سالانہ کنووکیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ملک میں ایسا نظام تعلیم رائج کرنا چاہئے۔ جس سے قومی زندگی کے ہر شعبہ میں لوگوں کی قائدانہ صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقعہ ملے۔ آپ نے اس فرسودہ نظریہ سے اختلاف کیا۔ کہ قیادت صرف وزارتی حلقوں اور بلند مرتبت عہدیداروں کی اجارہ داری ہے

اس سے پہلے کالج آف ہوم اکنامکس اینڈ سوشل سائنس کے جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے صدر نے خواتین پر زور دیا۔ کہ وہ خانہ داری پر پوری توجہ مبذول کریں تاہم آپ نے کہا کہ زندگی کے ہر پہلو میں عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔

گورنمنٹ کالج میں کنووکیشن ایڈریس پڑھتے ہوئے صدر ایوب نے کہا کہ قیادت کی ضرورت زندگی کے ہر موڑ اور ہر قدم پر پڑتی ہے۔ بچوں کی پرورش میں ماں، گھر میں بیوی، دور افتادہ پرائمری سکول میں استاد۔ دیہاتی ڈسپنسری میں ڈاکٹر، معمولی سی میونسپل کمیٹی کے دفتر میں ایک کلرک۔ زمین پر ہل چلانے والے دہقان اور دیگر تمام افراد کو مستعدی اور تعمیری نقطہ نظر سے کام کرنے کے لئے اپنے شعبوں میں قیادت کے فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں ؛

کاشتکاروں کو قرضے دینے کے طریق کار کو سہل بنایا جائیگا

حکومت دیہی قرضوں کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ پر غور کر رہی ہے

لاہور ۸ اپریل ۔ وزیر خوراک و زراعت جنرل اعظم خان نے کل کراچی روانہ ہونے سے قبل بتایا کہ دیہی قرضوں کے نظام کی تحقیقات کرنے والی کمیٹی کی رپورٹ کو دو ماہ کے اندر عملی جامہ پہنا دیا جائے گا۔ آپ نے بتایا کہ حکومت کمیٹی کی سفارشات پر غور کر رہی ہے۔ اور جلد ہی اس رپورٹ کو آخری شکل دے دی جائے گی۔ اس کمیٹی کی طرف سے چھوٹی سوسائٹیاں قائم کرنے کی بھی سفارش کی گئی ہے۔ وزیر خوراک نے بتایا کہ حکومت اس سفارش کو منظور کرے گی۔ ان سوسائٹیوں کی طرف سے کاشتکاروں کو قرضے دیئے جائیں گے۔ آپ نے بتایا کہ کاشتکاروں کو قرضے دینے کے طریق کار کو سہل بنایا جائے گا ؛

حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی صحت

لاہور ۷ اپریل بوقت نو بجے شب بذریعہ فون۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت کل جیسی ہے۔ یاد رہے کل کی اطلاع میں بتایا گیا تھا۔ کہ گو خفیف سا فرق ہے لیکن پیٹ کی تکلیف ابھی پوری طرح دور نہیں ہوئی احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

صدر ایوب ۲۹ اپریل کو لندن پہنچیں گے

لندن ۸ اپریل ۔ صدر محمد ایوب خان دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۹ اپریل کو لندن پہنچ رہے ہیں۔ جہاں آپ پہلی رات ونڈسر میں ملکہ برطانیہ کے مہمان کی حیثیت سے بسر کریں گے۔ اس کے بعد وہ کلیرج میں حکومت برطانیہ کے مہمان کی حیثیت سے قیام کریں گے۔ صدر ایوب یکم مئی اتوار کو برطانیہ میں مقیم پاکستانی باشندوں کے ایک جلسہ عام سے خطاب کریں گے ؛

پنڈت نہرو سے مستعفی ہونیکا مطالبہ

نئی دہلی ۸ اپریل ۔ مشہور سوشلسٹ رہنما مسٹر جے پرکاش نارائن نے گزشتہ روز ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے پھر کہا ہے۔ کہ پنڈت نہرو کو وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہو کر عوام میں شعور پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

محترم چوہدری برکت علی خان صاحب رضی اللہ عنہ وکیل المال (پنشنر) وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ ۸ اپریل۔ نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم چوہدری برکت علی خان صاحب رضی اللہ عنہ وکیل المال پنشنر کل مورخہ ۷ اپریل ۱۹۶۰ء بروز جمعرات چار بجے سہ پہر قریباً ۷۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

محترم چوہدری صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ آپ ۱۹۰۲ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے تمام عمر خدمت سلسلہ میں بسر کی۔ اور نصف صدی سے زائد عرصہ تک صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے دفاتر میں شاندار خدمات بجا لاتے رہے۔ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۳۴ء تک آپ نے صدر انجمن احمدیہ میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ اور آڈیٹر کے عہدہ سے ریٹائر ہونے پر ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید شروع ہونے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے آپ کو اس کے مالی شعبہ کا انچارج مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۸ء تک بیک وقت آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ اور فنانشل سکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ بعد میں صدر انجمن سے ریٹائر ہونے پر آپ مستقل تحریک جدید میں فنانشل سکرٹری کے عہدہ پر فائز

(باقی دیکھیں صفحہ ۴ پر)

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۹ راپریل ۱۹۶۰ء

جادلهم بالتی هی احسن

اگرچہ تمام مذاہب کے پیشوا دنیا میں صلح و امن پھیلانے کے لئے کھڑے ہوتے رہے ہیں اور موجودہ تمام بڑے بڑے مذاہب کی اصل ایک ہی ہے گو بمرور زمانہ سے ان کے ماننے والوں نے اپنے خیالات ملا کر صاف چشمے کو گدلا کر دیا ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی مذہب کا پیشوا کھڑا ہوا ہے۔ اس کی ایک غرض یہی رہی ہے کہ وہ اپنے مخاطبین کو صلح و امن سے رہنا سکھائے اور وہ ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کریں بلکہ عدل و انصاف اور محبت پیار سے باہم رہیں سہیں۔ مذہب کی یہ ایک بنیادی غرض ہے کوئی مذہب باہم جھگڑا اور جنگ و جدل نہیں سکھاتا بلکہ صلح و آشتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے باوجود یہ بھی مذہبی تاریخ کی ایک نہایت درخشاں حقیقت ہے کہ اسلام نے اس اصول کو نہ صرف نہایت واضح اور نپے تلے الفاظ میں پیش کیا ہے بلکہ جیسا کہ اسلام کا طریق ہے اس اصول کی حقانیت کے ثبوت میں عقلی دلائل بھی دئے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر اسلام نے ان اصول صلح و آشتی کے قیام و استحکام کے لئے بھی مددگار اصول دئے ہیں اگر ان کو نگاہ رکھا جائے تو یقیناً دنیا میں لا اکراہ فی الدین کا اصول قائم ہو سکتا ہے۔ اور دنیا امن و امان سے زندگی بسر کر سکتی ہے۔

"لا اکراہ فی الدین" کے اصول کو پیش کر کے اسلام خاموش نہیں ہو گیا بلکہ آگے یہ فرمایا کہ قد تبین الرشد من الغی کہ ہدایت گمراہی سے ممیز ہو چکی ہے اس بات پر ایک عظیم عقلی دلیل قائم کی ہے کہ دین میں جبر کیوں نہیں۔ اس نے ان الفاظ سے یہ واضح فرمایا ہے کہ چونکہ رشد اور غی کی الگ الگ نشاندہی کر دی گئی ہے۔ اور ایسے قرائن بتا دئے گئے ہیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ رشد ہے اور یہ غی ہے۔ یہ سیدھا راستہ ہے اور یہ ٹیڑھا راستہ ہے۔ پہلے راستہ پر چلو گے تو منزل مقصود یعنی اللہ تعالیٰ کی جنت کو حاصل کر لو گے اور دوسرے راستہ پر چلو گے تو دوزخ کا ایندھن بنو گے۔ چونکہ یہ امر واضح ہو چکی ہے اسلئے دین میں جبر کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہر انسان سیدھی اور ٹیڑھی راہ کی ان نشانات کو دیکھ کر شناخت کر سکتا ہے۔ اس لئے ضروری نہیں کہ جبر کیا جائے اور سختی سے کسی کو صحیح راستہ پر لانے کی کوشش کی جائے اب ارشاد و اصلاح کا کام صرف اتنا ہے کہ لوگوں کو سیدھی راہ اور ٹیڑھی راہ کے نشانات واضح کر دئے جائیں۔ اور بس

یہ اصول ایک عظیم الشان رحمت خداوندی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس سے انسان کا وقار بہت بڑھ جاتا ہے اور اس کو گویا جتلایا جاتا ہے کہ اپنی عقل کو استعمال کرو اور خود تم کو یہ اختیار ہے کہ نیک و بد میں سے جونسی راہ تم کو پسند آئے اس کو اختیار کرو۔ البتہ ہم یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ ٹھیک راستہ ہے اور یہ غلط راستہ ہے تم بعلوم خود اچھے برے کو پرکھ لو۔ ہم تمہارے ساتھ بچوں کا سا سلوک روا نہیں رکھتے تم کو عاقل و بالغ ہونے کا مقام دیتے ہیں۔ تمہاری فطرت کے ممکنات تم کو بتاتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیا کیا قوتیں دے رکھی ہیں۔ ان کو استعمال میں لانے کا تم کو اختیار بھی دیا گیا ہے۔ تم انسان ہو حیوان نہیں ہو۔ جس کو سیدھا چلانے کے لئے لاٹھی کی ضرورت ہے بلکہ تم انسانوں کی طرح اپنی عقل سے سوچ سمجھ لو

قد تبین الرشد من الغی

رشد کو غی سے ممیز کر دیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہی کہہ کر بات ختم نہیں کر دی اگرچہ لا اکراہ فی الدین کا بنیادی اصول نہایت واضح ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے اس اصول کے قیام و استحکام اور اس کو استعمال کرنے کے لئے مددگار ہدایات بھی فرمائی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ

جادلهم بالتی هی احسن

جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ ہدایات عطا فرمائی ہیں جن سے ہم رشد و غی نیک اور بد میں تمیز کر سکتے ہیں تو اسکے صاف معنی یہ ہیں کہ انسان جس طرح رشد کو اختیار کرنے کا مجاز ہے اسی طرح غی کو اختیار کرنے کی بھی مجاز ہے۔ اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان ہدایات کو دینے کی ضرورت اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ مختلف ذہن اور مختلف حالات انسان میں مختلف رجحانات پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ زندگی کے یہ مسافر ٹھیک منزل مقصود کی طرف ہی جادہ پیما ہوں۔ راستہ میں کئی قسم کی رکاوٹیں آتی ہیں۔ کئی قسم کے بہکانے والی دلچسپیاں موجود ہوتی ہیں۔ جو انسان کی راہ کھوٹی کر سکتی ہیں۔ اسلئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ سیدھی راہ دکھانے کے لئے بھی ذرائع پیدا کرتا اور یہ ذرائع وہ لوگ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ فطرت سلیم پر پیدا کرتا ہے۔ جو سیدھی راہ کی شناخت اللہ تعالیٰ سے پاتے ہیں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ عزیمت اور استقلال کے اوصاف سے سرفراز کرتا ہے تاکہ وہ راہنمائی کا کام دیں اور عوام کو منزل مقصود کو جانے والے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دیں اور اپنے چراغ سے دوسروں کے چراغ روشن کریں۔ مگر جبر سے نہیں بلکہ نہایت محبت اور پیار سے۔ اور اگر وہ بحث کریں تو ان کو اچھے طریقے سے سمجھایا جائے۔ سخت کلامی نہ کی جائے۔ انہیں فریب نہ دیا جائے بلکہ صاف طور پر سیدھے راستہ کی طرف بلایا جائے۔ نہایت نرمی سے ان کے ساتھ بات کی جائے۔ الغرض ہر ایسا طریق استعمال کیا جائے جس کو مستحسن کہا جا سکتا ہے۔

اگر ہم قرآن کریم کا اصول تو پیش کریں کہ دین میں جبر و اکراہ نہیں لیکن گفتگو اور دعوت کا طریق ایسا استعمال کریں جو اس اصول کی تردید کرتا ہو۔ بجائے نرمی کے سختی استعمال کریں۔ بجائے سچ سچ واضح بات کہنے کے پیچدار باتیں کہیں۔ بجائے صدق کے کذب سے کام لیں اور اسکو اس طرح جائز قرار دیں کہ اصل نیت تو نیکی کی طرف لانا ہے تو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ قیاس اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی ایسے ذریعہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ جو صداقت سے ہٹا ہوا ہو۔ وہ کسی مصلحت کو تسلیم نہیں کرتا وہ قطعاً دھوکے یا فریب کو جائز قرار نہیں دیتا۔ اس لئے دعوت الی اللہ کا طریق ہر ایسی آلائش سے پاک ہونا چاہیئے جس سے تضاد کی بو تک بھی آتی ہو۔ یہی نہیں کہ ہمیں جبر و اکراہ سے الگ رہنا چاہیئے بلکہ دعوت و ارشاد میں ہر قسم کے غیر اخلاقی طریق سے کلی اجتناب ہونا چاہیئے ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے آخر سوچنا چاہیئے کہ اندھیرا روشنی کی تائید کس طرح کر سکتا ہے۔ جب ہم سب سے بڑی صداقت کے پیش کرنے کا دعوے کرتے ہیں تو بھلا کذب۔ افترا اور مغالطہ انگیزی سے کس طرح اس کو سہارا دے سکتے ہیں ہم نے تو خالص صداقت پیش کرنی ہے۔ اسلئے اس کے ثبوت کے لئے بھی خالص صداقت ہی کی ضرورت ہے اگر اس میں ذرا سی ملونی بھی سیاسی۔ معاشرتی وغیرہ قسم کی پالیسیوں کی ہو گی تو ایسی دعوت کا نہ ہمیں کوئی فائدہ ہے۔ اور نہ دوسروں کو بلکہ سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض عقائد کے متعلق دوسروں پر الزام لگایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو تم ظاہر کرتے ہو وہ تمہارے عقائد نہیں بلکہ تمہارے عقائد یہ ہیں۔ یہ طریق نہایت ہی غلط ہے ہر انسان اپنے عقائد کا خود علم رکھتا ہے۔ اور اس کے وہی عقائد تسلیم کرنے چاہئیں جو وہ خود بیان کرتا ہے۔ دینی مباحث میں اکثر یہ غلطی کی جاتی ہے۔ اور دوسروں پر ایسے عقاید کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جن کا وہ صاف صاف لفظوں میں انکار کرتا ہے۔ مگر ضد کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ تم اپنے اصلی عقائد چھپاتے ہو۔ تم فریب دیتے ہو۔ چنانچہ اس کی ایک مثال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ فرمودہ ۲۵ رجون ۱۹۵۶ء بمقام کراچی مطبوعہ الفضل ۲۷/۶ میں سے یہاں درج کی جاتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ:۔

"ایک دفعہ ایک دوست نے سنایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں فیروز پور کے ایک مولوی صاحب نے کسی گاؤں میں تقریر کی۔ اور اس میں کہا۔ دیکھو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب محض دھوکا دیتے ہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں تو اس سے مراد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہوتے بلکہ مرزا صاحب ہوتے ہیں۔ اور جب وہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو اس سے مراد بھی محمد رسول اللہ نہیں بلکہ یہ مراد ہوتی ہے کہ (نعوذ باللہ) مرزا صاحب خاتم النبیین ہیں اور جب وہ کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ تو اس سے بھی خدا مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ (نعوذ باللہ) مرزا صاحب مراد ہوتے ہیں۔ اور وہ انہیں خدا کہتے ہیں"

یہ بات صداقت سے کتنی بعید ہے تاہم ایسا ہوتا ہے۔ افسوس

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت
اور
ڈاکٹر طٰہٰ حسین کے نظریات

از مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف

ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصر کے ایک محقق عالم ہیں حتیٰ کہ ان کے علم و ذہانت کی بناء پر وزارت تعلیم کا قلمدان بھی کچھ عرصہ ان کے سپرد رہا ہے۔ ان کی علم کی وسعت ان کی خداداد ذہانت کی ایک دنیا معترف ہے۔ خصوصاً جب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ وہ قدرت کے ایک عطیہ یعنی بصارت سے محروم ہیں۔

حضرت عثمان رض کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک روح فرسا واقعہ ہے کہ جس نے اسلام کی تاریخ کو داغدار ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس کے رُخ کو موڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ اس کے بعد مسلمانوں کی شیرازہ بندی کچھ اس طور سے منتشر ہوئی ہے۔ کہ اس کی پراگندگی سمٹنے میں ہی نہیں آتی۔ اختلاف کا وہ بند ٹوٹا ہے کہ کوئی دنیوی تدبیر اس کی تلافی نہ کر سکی۔ یہ حضرت عثمان رض کی دور اندیشی کا کمال تھا کہ آپ نے اس خطرہ کو بھانپ کر یوں انتباہ فرمایا تھا۔

فواللّٰہ لئن قتلتمونی
لا تتحابون بعدی ابداً
ولا تصلون جمیعاً بعدی
ابداً ولا تقاتلون بعدی
عدواً جمیعاً ابداً

(طبری جز ثالث مطبوعہ مصر ص۴۰۵)

ترجمہ: بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو میرے بعد پھر کبھی باہم الفت نہ کر سکو گے اور نہ باہم اکٹھے رہ سکو گے۔ اور نہ میرے بعد پھر کبھی اکٹھے ہو کر دشمن کا مقابلہ کر سکو گے

حضرت حذیفہ بن یمان نے جب حضرت عثمان رض کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا عثمان کی شہادت سے وہ رخنہ پیدا ہو گیا ہے۔ جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا۔

یہ طبعی امر ہے کہ اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والا ہر شخص جب اس دردناک واقعہ کا مطالعہ کرتا ہے۔ تو وہ ان وجوہ کو معلوم کرنا چاہتا ہے۔ جنہوں نے اسلام کی ان تاریکیوں کو ظلمتوں میں بدل کر رکھ دیا ان وجوہات پر مفصل بحث ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اپنی کتاب "فتنۃ الکبریٰ" میں کی ہے واقعات کا نتیجہ نکالنا ہے تک اپنے طرف کے مطابق ان واقعات سے استنباط کرنے کا ہر مورخ کو حق ہے۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں۔ کہ ماحول اور مورخ کے ذاتی رجحانات اور بعض اوقات اس کے مخصوص مفاد اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان نتائج پر جو مورخ نکالتا ہے۔ ہندوستان کی ہی تاریخ کو لیجئے۔ انگریز مصنفین نے اپنے مخصوص مفاد کے ماتحت تاریخ کو ایک خاص نہج پر مرتب کیا

جب ہم حدیث کو بھی یہ حیثیت نہیں دیتے۔ کہ اس کا ہر حرف من وعن قبول کرنے کے لائق ہے۔ تو تاریخ کو یہ عصمت کہاں حاصل ہے۔ کہ ہم اس کے اقتباس کو بغیر کسی کسوٹی پر پرکھنے کے قبول کرتے چلے جائیں ہر لئے غوطہ زنی کے ذریعہ اگر جواہرات کے ساتھ سنگریزے بھی ہماری مٹھی میں آگئے ہیں تو جواہرات کو دامن میں محفوظ کیجئے۔ اور سنگریزوں کو نظر انداز کر دیں۔ ورنہ آپ کی پختہ کاری اور فن کاری میں اشتباہ ہو گا۔

بے شک ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے وسیع چھان بین کر کے حضرت عثمان رض کی شہادت کی جس سے امت کے اندر عظیم فتنہ پیدا ہوا وجوہات معلوم کی ہیں۔ لیکن بعض نتائج کے استنباط میں یقیناً ان سے لغزش ہوئی ہے۔ "ولکل عالم ھفوۃ ولکل جواد کبوۃ" خود ڈاکٹر صاحب کو یہ مسلم ہے کہ اس ضمن میں اسلامی تاریخ کا بیشتر حصہ شیعہ اور خوارج کی اغراض کا شکار رہا ہے اور دونوں جانب سے بکلی غیر جانبداری کا مظاہرہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ لیکن اگر خالص دینی نکتہ نگاہ میں انسان وہ نتیجہ نکالے۔ جو اس کے معتقدات اور اساس کے خلاف ہو۔ تو وہ حصہ بہر حال قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

اس بارہ میں ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کا ایک حصہ یہ ہے کہ آخری ایام میں حضرت عثمان رض خلافت سے دستبردار ہونا چاہتے تھے اور اس نظریہ کی تائید میں انہوں نے حضرت سعد رض کے اس قول کو پیش کیا ہے جو انہوں نے حضرت علی رض کو کہا تھا:

"اے ابوالحسن میں تمہارے پاس ایسی بہترین تجویز لایا ہوں جس سے بہتر کوئی حل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ نے اپنی مرضی آپ لوگوں کے حوالہ کر دی ہے۔ دوڑئیے اُن کی مدد کیجئے اور اس فضیلت میں سبقت فرمائیے۔ لیکن ابھی دونوں کی یہ سرگوشی جاری تھی کہ حضرت عثمان رض کے قتل کی خبر آ گئی!"

(فتنۃ الکبریٰ)

اس کے بعد مصنف لکھتے ہیں:

"مجھے یقین کی حد تک اعتقاد ہے کہ حضرت عثمان رض نے حضرت سعد رض کو بلوا کر انہیں اپنے اور حضرت علی رض کے مابین سفارت پر آمادہ کیا ہو گا تاکہ لوگ قتل و قتال سے روک دیا جائے اور یہ شرط طے پائی ہو گی کہ خلافت کا معاملہ مسلمانوں کے اصحاب شوریٰ اور ارباب حل و عقد کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ جسے چاہیں خلافت کا عہدہ سونپ دیں۔ لیکن افسوس کہ اس سفارت میں دیر ہو گئی۔"

(فتنۃ الکبریٰ)

فاضل مصنف نے سوائے حضرت سعد رض کی گفتگو کے اور کوئی دلیل اس دعوے پر نہیں دی۔ اور سعد رض کی مندرجہ گفتگو کے اقتباس کا کوئی حوالہ بھی نہیں دیا کہ اصل الفاظ کا تفحص کیا جا سکے۔ تاہم جن الفاظ سے انہوں نے یہ استدلال کیا ہے وہ الفاظ اس مفہوم پر دلالت بھی نہیں کر رہے۔ تاریخ کی مشہور کتاب طبری نے محاصرہ کے ایام کی اس گفتگو اور سعی کا ذکر کیا ہے جو حضرت علی رض اور حضرت سعد رض اور عمار رض کے درمیان ہوئی۔ اصل عبارت درج ذیل ہے۔

"فارسل عثمان الی سعد بن ابی وقاص فکلم ان یاتی عماراً فیکلم ان یرکب مع علیؓ قال فخرج سعد حتیٰ دخل علی عمار فقال یا ابا الیقظان الا تخرج فیمن نخرج وھذا ی نخرج ناحیہ معد ... دو

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عبودیت کی حالتِ کاملہ کا مرتبہ

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے۔ اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا۔ کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے۔ اور عبودیت کی حالتِ کاملہ وہ ہے۔ جس میں کسی قسم کا علو اور بلندی اور عجب نہ رہے۔ اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے۔ اور کوئی ہاتھ درمیان میں نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مورٌ معبّدٌ و طریقٌ معبّدٌ جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس راہ کو طریق معبد کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے عبد کہلاتے ہیں۔ کہ خدا نے محض اپنے تصرفات اور تعلیم سے ان میں عملی کمال پیدا کیا۔ اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گذر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے ان میں پیدا کی۔"

(ایام الصلح حاشیہ ص۴۸)

هؤلاء القوم عن امامك فانى لا احب ان لم تركب ركباً هو خير لك منه ....
فكلمه سعد وجعل يفتله بكل وجه فكان اخر ذلك ان قال عمار والله لا اردهم عنه ابداً ..... وركب علي عليه السلام الى اهل مصر فردهم عنه فانصرفوا راجعين فركب علىّ و ركب معه نفر المهاجرين فيهم سعيد بن زيد وابو جهم العدوى وجبير بن مطعم وحكيم بن حزام ومروان بن الحكم وسعيد بن العاص وعبد الرحمان بن عتاب بن السيد وخرج من الانصار ابو اسيد الساعدى وابو حميد الساعدى وزيد بن ثابت وحسان بن ثابت وكعب بن مالك ومعهم من العرب نيار بن مكرز وغيرهم ثلاثون رجلا وكلمهم علىّ ومحمد بن مسلمة وهما اللذان قدما فسمعوا مقالتهما ورجعوا۔

(طبری جزو ثالث مطبوعہ مصر ص۳۹۲)

ترجمہ:۔ حضرت عثمانؓ نے سعد بن ابی وقاص کو بلوا بھیجا اور انہیں کہا کہ وہ عمار کے پاس جائیں اور انہیں بھی کہیں کہ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ سوار ہو کر جائیں۔ چنانچہ حضرت سعدؓ عمار کے پاس گئے اور کہا دیکھو حضرت علیؓ باغیوں کو سمجھانے جا رہے ہیں تم بھی ساتھ چلو اور ان باغیوں کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیں .... حضرت سعدؓ نے ہر ممکن کوشش کی لیکن عمار ٹس سے مس نہ ہوئے اور کہا بخدا میں انہیں کبھی نہ لوٹاؤں گا لیکن حضرت علی مصری باغیوں کے پاس گئے انہیں سمجھایا چنانچہ وہ اپنے ارادہ سے باز آ گئے اور واپس ہو گئے حضرت علی کے ساتھ مہاجرین میں سے سعد بن زید۔ ابو جہم عدوی۔ جبیر بن مطعم حکیم بن حزام اور مروان بن الحکم اور سعد بن العاص اور عبد الرحمان اور عتاب بن السید تھے اور انصار میں سے ابو اسید ساعدی۔ ابو حمید الساعدی۔ زید بن ثابت۔ حسان بن ثابت اور کعب بن مالک یعنی کوئی بیس کے قریب آدمی باغیوں کو سمجھانے کی خاطر گئے تھے لیکن خود ان سے حضرت علی اور محمد بن مسلمہ نے ہی کہا تھا چنانچہ ان کی فہمائش پر وہ باغی واپس ہو گئے۔"

اس حوالہ سے مصنف کے خیال کی تردید ہوتی ہے حضرت سعدؓ اور حضرت علیؓ اور دوسرے بزرگ صحابہ نے آخر وقت تک باغیوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اس حوالہ سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمار نے باغیوں کو ان کے مذموم ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش میں تعاون نہیں کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحقیق بھی یہی ہے کہ مدینہ میں محمد بن ابی بکر۔ محمد بن حذیفہ اور عمار بن یاسر کے سوا کوئی صحابی یا غیر صحابی مفسدوں کا ہمدرد نہ تھا (ملاحظہ ہو اسلام میں اختلافات کا آغاز) اور حضرت علیؓ اور حضرت سعد تو ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس فتنہ کو فرو کرنے کے لئے سب سے زیادہ کوشش کی حتیٰ کہ حضرت سعد نے عمار کو بھی سمجھانے کی صرف کوشش ہی نہیں کی بلکہ باغیوں کو سمجھانے کے لئے اپنے ساتھ لے جانے کی بھی کوشش کی۔

تاریخ سے اس امر کے ناقابل تردید ثبوت ملتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے مطالبہ عزل کی شدید مخالفت کی اور اس مخالفت کی وجہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا چنانچہ ڈاکٹر موصوف خود اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

"ان کے اس عقیدہ پر یہ بات پوری طرح شاہد ہے کہ جب لوگوں نے انہیں خلافت سے دستبردار ہو جانے کے لئے کہا تو انہوں نے ان کے اس مطالبہ کو نہایت ہی نادر جب اور عظیم الخطر مطالبہ قرار دیا۔" (فتنۃ الکبریٰ)

اس کے علاوہ تاریخ کی ہر مستند کتاب میں باختلاف الفاظ یہ روایت موجود ہے کہ جب باغیوں نے آپ سے عزل کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا:

"اما ان اخلع لهم امرهم فما كنت لاخلع سربالا سربلنيه الله عز وجل ..... والله لان اقدم فتضرب عنقى احب الى من ان اخلع قميصا قمصنيه الله واترك امة محمد صلى الله عليه وسلم يعدو بعضها على بعض۔"

(طبرانی جزو ثالث ص۴۰۵)

ترجمہ: "مجھ سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ میں اس خلافت سے دستبردار ہو جاؤں وہ سن لیں میں وہ قمیص ہرگز نہیں اتاروں گا جو مجھے خدائے عز وجل نے پہنائی ہے خدا کی قسم وہ میرے جسم کو چھید ڈالیں اور میری گردن اڑا دیں یہ سب مجھے پسند ہے۔ لیکن میں وہ قمیص نہیں اتاروں گا جو مجھے خدا نے پہنائی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو بغیر والی کے چھوڑ دوں کہ وہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوتے رہیں۔"

(باقی)

جامعہ نصرت ربوہ کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات

امسال جامعہ نصرت کے سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب بتاریخ ۲ر اپریل بروز ہفتہ بوقت ۹½ بجے عمل میں لائی گئی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدہ پرنسپل صاحبہ نے سالانہ رودیداد پڑھ کر سنائی۔ جس میں انہوں نے کالج کی مختلف علمی و ادبی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس امر پر اظہار مسرت فرمایا کہ بحیثیت مجموعی کالج ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ بعد ازاں مکرمہ و محترمہ مس کے قریشی صاحبہ ڈی۔ ڈی۔ پی آئی نے (جو اس جلسہ کی صدارت کے لئے لاہور سے تشریف لائی تھیں) نے اپنے ہاتھ سے طالبات کو انعامات مرحمت فرمائے۔ اور ان کی کامیابیوں پر اظہار مسرت فرمایا اس کے بعد انہوں نے خطبۂ صدارت میں طالبات سے خطاب کرتے ہوئے انہیں گرانقدر نصائح فرماتے ہوئے اس دور کی اہمیت کا احساس دلایا۔ انہوں نے کہا۔

ہم ایک ایسے دور سے گذر رہے ہیں۔ جو انسان کی سائنسی فتوحات کا دور ہے انسان نے قیود زمان و مکان کو توڑ دیا ہے اور کائنات کی وہ وسعتیں جہاں اسکے تخیل کا بھی گذر نہیں تھا۔ آج اسکے قدموں کی گرد بن چکی ہیں۔ اس کی تخلیقی قوتوں کا دائرہ عمل بہت وسیع ہو چکا ہے۔ لیکن اسکے باوجود ہمیں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انسانی مستقبل خطرات میں گھر چکا ہے لہٰذا اس عہد میں ایک درخشاں مستقبل کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس سلسلے میں ہمارا زاویۂ نگاہ قنوطیت پر مبنی نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایٹمی طاقت کو اگر پرامن اور مفید عام مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو ہماری زندگیاں خوشگوار ہو سکتی ہیں۔ اس دور میں ہمیں اپنے فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ اگرچہ مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ عورت کا حقیقی مقام اسکے گھر کی وسعتوں تک محدود ہے۔ لیکن اسکے باوجود وہ ملکی تقاضوں کو پس پشت نہیں ڈال سکتی۔ اور اپنے گھریلو فرائض سرانجام دیتے ہوئے وہ ملکی اور قومی سرگرمیوں میں بھی معتدبہ حصہ لے سکتی ہے۔ بشرطیکہ اعلیٰ تعلیم نے اس کی روح میں رفعت اور بالیدگی پیدا کی ہو۔ ملی طور پر ہم جبھی جادۂ ترقی پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ جب کہ طبقہ نسواں اپنے فرائض عالیہ کو کما حقہ سرانجام دے۔

آپ نے اس امر کی تلقین کی کہ تکمیل تعلیم کے بعد ان پر یہ لازم ہے کہ وہ ہر فرض کی تکمیل کے لئے احسن طریق پر کوشاں رہیں۔ نیز اپنی علم و حکمت کی قندیلوں سے ملکی اور ملی راہوں کو فروزاں کرتی رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں تہذیبی طور پر بھی زندگی کی اعلیٰ اقدار کو اپنانا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اپنے کو تہذیب و شائستگی سے آراستہ رکھنا چاہیئے کہ یہی زیور ان کی شخصیت کے حسن کو چار چاند لگا سکتا ہے۔ انہوں نے اس امر پر بھی زور دیا کہ طالبات کو زندگی کے متعلق ایک صحت مند نظریہ کی تشکیل کرنی چاہیئے اور ملک و قوم کی بہترین خدمات سرانجام دینی چاہئیں۔

بعدہٗ محترمہ پرنسپل صاحبہ نے محترمہ صدر صاحبہ مس کے قریشی کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہو گئی۔

اس جلسہ کے سلسلہ میں تاریخ اور جغرافیہ کی نمائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ مس کے قریشی صاحبہ نے اس کا مشاہدہ فرمایا اور جغرافیہ اور تاریخ کی لیکچررز کی مساعی جمیلہ کی داد دی۔ جغرافیہ کی نمائش میں نقشہ کی مختلف اشیاء۔ پاکستان کے نقشوں میں مختلف مصنوعات کے اعداد و شمار کالج کی عمارت کے نقشے اور پاکستان کی گھریلو صنعتوں کے نمونے رکھے گئے تھے۔ تاریخ کے سلسلہ میں تاریخی عمارات کی تصاویر کی نمائش کی گئی۔ اور مختلف ممالک کے لباس کا نمونہ پیش کیا گیا۔ جو محترمہ صدر صاحبہ نے خاص طور پر پسند فرمایا۔ (نامہ نگار)

حضرت منشی حبیب الرحمن صاحبؓ رئیس حاجی پور ریاست کپورتھلہ

کے کچھ حالاتِ زندگی

(شیخ لطف المنان صاحب راولپنڈی)

(۱)

حضرت منشی حبیب الرحمن صاحب رضؓ رئیس حاجی پور ریاست کپورتھلہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اور خاص صحابہ میں تھے۔ ان کے تفصیلی حالات ۱۹۳۵ء میں الحکم میں بالاقساط شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا کچھ تذکرہ میں الفضل کے قارئین تک پہنچانے کی کوشش کرونگا۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔ "کہ منشی صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خدام میں سے تھے۔ بلکہ اگر یہ کہوں کہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق تھا۔ تو اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ نہایت اعلیٰ درجے کے منشی اور اعلیٰ درجہ کے منتظم۔ مالی معاملات میں خاص طور پر قابلیت رکھتے تھے ایک اعلیٰ درجے کے صوفی اور باخدا انسان تھے۔" (الحکم ۱۹۳۵ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل ہی آپ براہین احمدیہ۔ فتح اسلام توضیح مرام اور ازالہ اوہام کا مطالعہ کر چکے تھے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ پر پورا اعتقاد رکھتے تھے۔

آپ کے والد صاحب جناب حاجی ولی اللہ صاحب کو حضرت اقدس نے براہین احمدیہ بھجوائی انہوں نے مطالعہ کر لینے کے بعد حضور کی خدمت میں پچاس۵۰ روپیہ روانہ کئے اور تحریر کیا کہ میں اس کی قیمت تو ادا نہیں کر سکتا۔ یہ رقم بطور ہدیہ بھیج رہا ہوں حضور نے اس رقم کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ یہ پچاس نہیں بلکہ پانچ سو روپے کے برابر ہیں۔

جس وقت "انجام آتھم" لکھی جا رہی تھی۔ بعض دوستوں نے کہا۔ منشی صاحب! آپ بھی ایک پوسٹ کارڈ لکھ دیں۔ تا کہ کتاب لکھتے وقت حضور آپ کا نام بھی یاد رکھیں۔ آپ نے فرمایا۔ پوسٹ کارڈ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت صاحب اپنے خدام کو خوب جانتے ہیں۔ چنانچہ جب انجام آتھم چھپ چکی۔ تو انہی دوستوں نے آکر بتایا۔ منشی صاحب! مبارک ہو۔ حضور علیہ السلام نے آپ کا نام بھی اس کتاب میں شامل کر لیا ہے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیاوی لحاظ سے بھی خاص درجہ دیا تھا۔ آپ بڑے بارعب اور صاحب وجاہت انسان تھے۔ صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف بھی تھے۔ چنانچہ آپ نے پردہ کے موضوع پر ایک رسالہ کتاب الحجاب کے نام سے تحریر فرمایا۔ الحکم میں جو کچھ آپ کے متعلق شائع ہو چکا ہے اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جس قدر مقدمات ہوئے۔ اُن سب مقدمات میں اور ہر ایک پیشی پر والد صاحب کو حضور کے ہمرکاب رہنے کا فخر حاصل ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ ایک شدید مخالف نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "مقدمہ کرم دین جہلمی میں۔ ظفر احمد۔ عبد الرحمن منشی حبیب الرحمان بطور گواہ پیش ہوئے"۔ دہلی کے مباحثہ میں بھی آپ حضرت صاحب کے ساتھ تھے۔ کپورتھلہ کی مسجد دادا صاحب نے اپنی زندگی میں ہی تعمیر کروائی تھی۔ اس کے ساتھ ہی کچھ اراضی بھی تھی۔ جو سرکار کی جانب سے اس مسجد کے نام وقف تھی۔ والد صاحب (منشی حبیب الرحمان صاحبؓ) اس مسجد کے متولی تھے۔ آپکے شرکاء غیر احمدی تھے وہ اسے پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ عدالت میں رجوع کیا گیا۔ اور اس مقدمہ کی کامیابی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی دعا فرمائی تھی حتیٰ کہ حضور نے بذریعہ خط قبل از وقت اطلاع دے دی کہ اگر میں سچا ہوں۔ تو اس مقدمہ میں فتح احمدیت کی ہوگی۔ چنانچہ آخری عدالت چیف کورٹ تک فیصلہ والد صاحب کے حق میں ہو گیا۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بیّن نشان ہے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو فراست اور کشوفِ صحیحہ سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ حاجی پور تشریف لائے۔ حضور نے نماز پڑھائی آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اللہ اکبر کے لئے اوپر اٹھائے۔ اس وقت میں نے کشف میں دیکھا۔ کہ آپ ہی وہ مصلح موعود ہیں جس کا سبز اشتہار میں وعدہ ہے۔

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا بہت خیال رکھتے تھے نیز خدا تعالیٰ نے آپ کو بزرگانِ سلف کی طرح علم طب کا خاص ملکہ عطا کیا تھا۔

آپ ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری فرما دیا کرتے تھے۔ جب کسی نے اپنی لڑکی وغیرہ کی شادی کرنی ہوتی تو بطور امداد نقدی یا دیگر طریق سے مدد فرما دیا کرتے فرمایا کرتے یہ میری اپنی لڑکیاں ہیں۔

مہمان نوازی بھی آپ کا خاص وصف تھا۔ شاید ہی کوئی شام ایسی آتی ہو۔ جبکہ آپ کے دسترخوان پر دو چار مہمان موجود نہ ہوں۔ قانون کی پابندی آپ بڑی سختی سے کیا کرتے تھے۔ گائے کے گوشت کی ریاست میں ممانعت تھی۔ چنانچہ آپ نے تمام عمر خود گھر میں گائے کے گوشت کی اجازت نہ دی۔ حاکم وقت کی اطاعت کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ بیمار تھے۔ شام کو تحصیلدار صاحب نے بلوا بھیجا۔ بارش ہو رہی تھی۔ سردیوں کا موسم تھا۔ آپ اسی حالت میں چلے گئے۔ حالانکہ آپ کو کہا گیا۔ کہ آپ بیمار ہیں۔ سردی کا وقت ہے۔ لیکن آپ نے جواب دیا۔ اگر انسان حاکم وقت کے حکم کو ٹالنے کا عادی ہو جائے تو آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری سے بھی نکل جاتا ہے۔

محترم دادا صاحب کے ایک پھوڑا ہو گیا۔ جو ایک جراح کے علاج سے جاتا رہا۔ آپ نے اس کو انعام دیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ جب تک تم زندہ رہو ہر ششماہی پر اپنا انعام لے جایا کرو۔ چنانچہ جب تک وہ زندہ رہا۔ آپ جراح کو وعدہ کے مطابق باقاعدگی سے انعام دیا کرتے تھے۔ بلکہ جب وہ فوت ہو گیا تو ایک بار اس کا بیٹا بھی انعام لے گیا۔

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ سیالکوٹیؓ حضرت نیر صاحبؓ حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہان پوری آپ کے خاص دوست تھے۔ حضرت مفتی صاحبؓ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ حضرت مفتی صاحبؓ جب تک زندہ رہے آپکو بہت یاد کرتے رہے۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نیر صاحب کو تبلیغ کے لئے منتخب فرمایا۔ تو آپ حاجی پور آئے اور حضرت دادا جان سے کہنے لگے میں کچھ نہیں جانتا۔ اس فریضہ کو کیسے ادا کروں گا۔ آپ نے فرمایا گھبرائیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی بندے کو چن لیتا ہے۔ جو اس کا اہل ہو حضرت نیر صاحبؓ جب بھی ہمارے خاندان کے کسی فرد کو دیکھتے فرمایا کرتے "ہمیں احمدیت انہی کے گھر سے ملی ہے"۔

(باقی)

عہدیدارانِ جماعت کیلئے ایک نہایت ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ کا موجودہ مالی سال ۳۰ر اپریل ۱۹۶۰ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سالِ رواں کی وصول شدہ تمام رقوم اس تاریخ سے پہلے خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں جمع ہو جائیں۔ تا اس سال کے اخراجات کے بلوں کی ادائیگی میں کوئی روکاوٹ پیدا نہ ہو۔ یوں بھی صدر انجمن احمدیہ کی موجودہ آمد تمام اخراجات کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ اگر کسی وجہ سے وصول شدہ رقوم بھی وقت پر خزانہ میں جمع نہ ہوں تو مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

لہٰذا تمام جماعتوں کے عہدیداروں سے التماس ہے کہ ۱۰ر اپریل تک جو وصولی ہو۔ وہ ۱۵ر تاریخ تک یہاں بھجوا دی جائے۔ اس میں توقف نہ ہو پھر ۱۸ر تاریخ تک جو رقم وصول ہو۔ وہ ۲۰ر تاریخ کو روانہ کر دی جائے۔ اور آخری قسط ۲۵ر تاریخ کو بھیج دی جاوے اس کے بعد بھی کوئی رقوم وصول ہوں تو وہ ۳۰ر اپریل تک خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو بھیج دی جائیں۔ ۲۰ر اور ۳۰ر اپریل کے درمیان بھیجی جانے والی رقوم کے متعلق ایک علیحدہ کارڈ یا لفافہ کے ذریعہ نظارت بیت المال کو بھی اطلاع بھجوا دی جائے۔ کہ فلاں فلاں چندہ کی رقم فلاں تاریخ کو بھیجی گئی ہے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

زرعی اصلاحات اور اقتصادی استحکام

(از حلیم چوہدری)

۴ ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو پاکستان میں انقلاب رونما ہوا۔ وہ غلہ جو ہمیں دوست ملکوں کی طرف سے ملتا تھا سرحد پار چلا جاتا تھا۔ وہ جانا بند ہو گیا۔ بڑے بڑے زمیندار اور جاگیردار ملک میں غلے کی مصنوعی قلت پیدا کر دیتے تھے اس پر بھی قابو پا لیا گیا۔ ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری بھی ختم ہو گئی اور وہ غلہ جو بازار میں نظر نہ آتا تھا عام ملنے لگا۔

لیکن انقلابی حکومت مرض کی تشخیص کر چکی تھی اور وہ مرض یہ تھا کہ اگر ملک کو بڑے بڑے زمینداروں کے چنگل سے نہ بچایا گیا تو یہ حالات ہمیشہ ہی اسی طرح رہیں گے اور ممکن ہے کہ زمینداروں کا ناقابل برداشت رویہ کسی دن ایک خونی انقلاب کی شکل اختیار کر جائے اور حقیقت بھی یہ ہے۔ لارڈ بائیڈ اُئیڈ کے الفاظ ہیں۔

" اگر ۵۱-۱۹۵۲ء کی قلت میں امریکہ پاکستان کو گندم نہ دیتا تو یہاں جو انقلاب آتا وہ انقلاب فرانس سے کم نہ ہوتا۔ "

لہذا انقلابی حکومت نے ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو زرعی اصلاحات کا کمیشن مقرر کر دیا۔ جس نے چند ماہ کے اندر اندر ۲۰ جنوری ۱۹۵۹ء کو اس مسئلے کے حل کی صحیح ترین صورت پیش کر دی۔ انقلابی حکومت نے کمیشن کی سفارشات منظور کر لیں اور ملک میں زرعی اصلاحات نافذ کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس طرح وہ مسئلہ حل ہوا جس کے حل کرنے میں ممکن ہے صدی لگ جاتی۔

زرعی اصلاحات سے تقریباً ۳۳ لاکھ ایکڑ اراضی مزارعین میں تقسیم کر دی گئی۔ جس کا اثر زیادہ پیداوار کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ زیادہ پیداوار کا مطلب یہ ہوگا کہ ملک غذائی طور پر خود کفیل ہو جائے گا اور اس طرح وہ سرمایہ جو غلے کی خرید پر صرف ہوتا تھا وہ وسائل پیدائش کی خرید پر صرف ہوگا۔ ملک کی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ ملک کی دولت بڑھے گی۔ عوام خوشحال ہوں گے اور ملک اقتصادی طور پر ترقی کرے گا۔

زرعی اصلاحات سے قبل یہ حالت تھی کہ دوست ممالک کی طرف سے جو اقتصادی امداد ہمیں ملتی تھی اس میں اکثریت گندم کی ہوتی تھی۔ کیونکہ غلے کی قلت کوئی کام کرنے ہی نہیں دیتی۔ زرعی اصلاحات سے جہاں اس مستقل قلت کو ختم کیا گیا وہاں ہم اب اقتصادی تعاون کی شکل میں غلے کے علاوہ ایسی اشیاء لیں گے جو ہماری پیداوار میں اضافہ کا باعث ہوں گی۔ خوراک کا مسئلہ اب پیچیدہ اور اہم مسئلہ ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی حکومت اطمینان اور تسلی سے اور کچھ سوچ ہی نہیں سکتی۔ ساری منصوبہ بندی ساری ترقیاتی سکیمیں اور صنعتی ترقی صرف اس بات پر منحصر ہے کہ ملک خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہے اور ملک کو اس طرف سے کسی قسم کا کوئی خدشہ نہیں۔ اگر غذائی صورت حال ناقص ہے تو سارے کام دھرے رہ جائیں گے۔

زرعی اصلاحات سے غذائی قلت دور ہو گی۔ اور حکومت یکسوئی سے صنعتی ترقی کی طرف دھیان دے سکے گی جس سے اقتصادی استحکام لازمی ہے۔

ہمارا اقتصادی ڈھانچہ ہی ایسا ہے کہ ہماری برآمدات اکثر زرعی ہیں۔ پٹ سن ہو یا کپاس تمباکو ہو یا چائے۔ غذائی قلت سے ان پر بھی بڑا اثر پڑتا ہے۔ پٹ سن کپاس اور چائے کی مانگ ہوتی تھی۔ لیکن غذائی قلت اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ ان نقد اور اجناس کو زیادہ رقبہ دیا جا سکے۔ لیکن زمینداروں کے پاس بڑے بڑے رقبے وافر پڑے رہتے اور جن رقبوں میں کاشت بھی ہوتی مزارع دل لگا کر کام نہ کرتے۔ اس سے ہمیں دوہرا نقصان ہوتا۔ زرعی اصلاحات سے نہ صرف یہ خامی پوری ہو جائے گی بلکہ نقد اور اجناس کے لئے کافی رقبہ میسر آ سکے گا اور ہم اپنے اقتصادی ڈھانچے کو مضبوط بنا سکیں گے۔

زرعی اصلاحات سے ایک طرف ہم غلے کی درآمد سے نجات پا لیں گے۔ اور دوسری طرف ہماری برآمدات میں اضافہ۔ ہمیں سب سے زیادہ زرمبادلہ غلے کی خرید پر ہی صرف کرنا پڑتا ہے وہ زرمبادلہ ہم بچا سکیں گے۔ اور اس طرح ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر زیادہ ہو جائیں گے۔ مبادلات کے استحکام کا ہماری بیرونی تجارت پر اثر لازمی ہے اس طرح ہم غیر ممالک کی منڈیوں میں بھی اپنی ساکھ کو مضبوط بنا لیں گے غلے کی درآمد نہ ہونے سے ہمارے تجارت کے توازن پر خوشگوار اثر پڑے گا۔ کیونکہ اس کے بعد طلب کی شدت کم ہو جائے گی اور ہم کسی ملک میں خاص اشیاء خریدنے کے پابند نہ رہیں گے اس کا نتیجہ موافق توازن تجارت کی صورت میں ظاہر ہوگا . . . . . . ہر ملک کو اپنی صنعتیں قائم کرنے اور بڑے بڑے منصوبوں میں عملی رنگ بھرنے کے لئے غیر ممالک سے قرضے لینے پڑتے ہیں۔ پاکستان نے بھی ان مقاصد کے لئے قرضے لے رکھے ہیں۔ جب ہم خوراک کی درآمد پر خرچ ہونے والے ۵۵ کروڑ روپے سالانہ بچا لیا کریں گے اور دوسری طرف ہماری برآمدات میں اضافہ ہوگا تو ہم ان قرضوں کو جلدی اتار دیں گے۔ اس کا ایک بہت بڑا نفسیاتی اثر یہ ہوتا ہے کہ قرضہ دینے والی ایجنسیاں دوبارہ قرضہ آسانی سے دے دیتی ہیں اور اس سے جو اثرات اقتصادی ترقی پر پڑتے ہیں ان سے شاید ہی کوئی ناواقف ہو۔

ہمارے ہاں عام طور پر اشیائے صرف کی قیمتیں گندم کی قیمتوں پر منحصر ہوتی ہیں۔ اگر گندم کی قیمت زیادہ ہو جائے تو دوسری اشیاء کی قیمتیں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اور گندم اگر سستی ہو جائے تو دوسری اشیاء بھی خود بخود سستی ہو جاتی ہیں

زرعی اصلاحات سے جہاں گندم زیادہ پیدا ہوگی وہاں اس کا سستا ہونا لازمی ہوگا۔ اشیاء صرف کی قیمتیں کم ہوں گی روپے کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوگا۔ افراط زر اور خسارہ کی سرمایہ کاری ختم ہو گی اور ہمارے اقتصادی ڈھانچے میں استحکام پیدا ہوگا۔

غرضیکہ زرعی اصلاحات ہمارے ملک میں درخشاں اور تابناک مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔ ان سے جہاں ہم نے خون چوسنے والی جونکوں سے نجات پا کر سیاسی استحکام حاصل کیا ہے وہاں دوسری طرف ان سے اقتصادی خوشحالی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے۔

(محکمہ تعلقات عامہ ملتان ڈویژن)

انصار اللہ سے ایک دردمندانہ درخواست

بھائیو! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہماری ساری تبلیغ اور تمام جدوجہد اسی صورت میں کارگر ہو سکتی ہے جب ہم اپنی تربیت کی طرف پوری طرح متوجہ رہیں۔ اسی سے ہم دنیا میں احمدیت کو راسخ کر سکتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ہم میں ہر ایک:

← نماز باجماعت کا پوری طرح پابند ہو۔

← اسلام کے شعائر پر ظاہری اور باطنی طور پر قائم ہو۔

← اگر صاحب نصاب ہے تو باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتا ہو۔

← تقویٰ سے زندگی بسر کرتے ہوئے کم از کم دسواں حصہ آمد کا راہ خدا میں دیکر موصی بن چکا ہو۔

← تمام لغویات مثلاً تمباکو نوشی وغیرہ سے اجتناب اختیار کرتا ہو۔

← مظلوم کی حمایت کرنا، راست گفتاری اور سچی شہادت اس کا شعار ہو۔

← ملکی اور جماعتی نظام کا دل سے مطیع و فرمانبردار ہو۔

← روحانی مرکز یعنی خلافت سے پختہ وابستگی رکھتا ہو۔

آئیے! جماعت کی ترقی اور اپنی روحانی زندگی کے لئے تربیت کے ان امور پر پوری طرح پابند ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین۔

(قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

تحریک وقف ایام

جیسا کہ صدر محترم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے قبل ازیں الفضل میں تحریک شائع ہو چکی ہے مجلس مرکزیہ جملہ انصار اللہ سے یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ سال رواں میں کم از کم ایک ہفتہ اصلاح وارشاد کے لئے وقف کریں۔ یہ ضروری نہیں کہ اکٹھا ہفتہ دیا جائے۔ اپنی سہولت کے پیش نظر سال میں سات دن پورے کر دیئے جائیں۔ زعماء کرام انصار اللہ سے درخواست ہے کہ وہ اس تحریک کو مقبول بنانے کی پوری سعی فرمائیں۔ جن مجالس نے اس فریضہ کی طرف توجہ دی ہے وہ خوشگوار نتائج کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہیں اور جو ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کر سکے۔ انہوں نے ایک اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے۔ پس وہ تلافی مافات کی کوشش فرمائیں اور بلاتاخیر وقف کنندگان کی فہرستیں بنا دیں اور پھر ایک تنظیم کے ماتحت ان سے کام لیں اور اپنی ماہوار رپورٹ میں اس شعبہ کی کارگزاری تفصیل کے ساتھ درج فرمائیں۔

(قائد اصلاح وارشاد مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

درخواست دعا

چوہدری برکت علی خان بابو محمد عبد اللہ اور حکیم نیاز محمد صاحبان بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد سعید منشی ربوہ)

سیرت طیبہ

کی بکثرت اشاعت کے بارے میں

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا ارشاد

"مخلص دوستوں کو چاہیئے کہ اس رسالہ کے چھپنے پر اسے زیادہ سے زیادہ اپنی جماعت کے دوستوں میں اخلاقی اور روحانی خیال سے تربیت کے لئے تقسیم کریں بلکہ دوسرے مسلمانوں میں بھی کثرت کے ساتھ اس کی اشاعت کا انتظام کریں تاکہ اس کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے متعلق غیراز جماعت لوگوں کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہوں اور ملک میں پُر امن فضا کا رستہ کھلے۔"

رسالہ بفضلہ تعالےٰ چھپ گیا ہے۔ حجم ۱۱۲ صفحہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت قسم اول فی نسخہ ۱۲/ ۔ سو کی قیمت ساٹھ روپے ہے۔ قیمت قسم دوم فی نسخہ ۸/ ، سو کی قیمت چالیس روپے۔ ہزار یا اس سے زائد کے خریداروں کو اور بھی رعایت کی جائے گی۔

ملنے کا پتہ:۔ احمدیہ کتابستان۔ ربوہ

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جاری ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۶۲۷ میں رحمت بی بی زوجہ میاں چراغ دین صاحب قوم سیل پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی کھجور وال ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۲/۶۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

حق مہر مبلغ تین صد روپیہ وصول بصورت سنگر سیونگ مشین ؍/۳۰۰ روپے کانٹے طلائی وزنی ایک تولہ چھ ماشہ ایک رتی ؍/۲۲۲ روپے (۳) لاکٹ طلائی وزنی ایک تولہ دو ماشہ ؍/۱۴۸ روپے (۴) انگوٹھی وزنی ۵ ماشہ ایک رتی ؍/۵۸ روپے۔ کل میزان ؍/۷۲۶ روپے

مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میری کسی قسم کی آمد نہیں ہے نیز میری وفات کے وقت جو ترکہ ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔

العبد نشان انگوٹھا رحمت بی بی زوجہ چراغ دین صاحب صدر حلقہ مکان نمبر ۵ سٹریٹ نمبر ۲ سنت نگر۔ لاہور

گواہ شد:۔ چراغ الدین خاوند موصیہ صدر حلقہ سنت نگر۔ لاہور

گواہ شد محمد رفیق مکان نمبر ۵ سنت نگر لاہور

نمبر ۱۵۶۲۸ میں غفوراں بیگم زوجہ چوہدری عبدالرشید خان قوم راجپوت نارو پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت

پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۸۵ ای۔ بی ڈاکخانہ چک ۲۸۷ ای۔ بی ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حق مہر ؍/۳۰۰ روپے جو کہ بذمہ خاوند ہے۔ (۲) زیور طلائی وزنی ۵ تولہ قیمت ؍/۱۳۰ روپے۔ کل ؍/۶۵۰ روپے (۳) زیور نقرہ وزنی ۲۰ تولہ قیمت فی تولہ ڈیڑھ روپیہ۔ کل ؍/۳۰ روپے کل میزان بمعہ حق مہر مبلغ ؍/۹۸۰ روپے ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔

راقم الحروف ناصر احمد خان محمود سابق سیکرٹری مال چک ۲۸۵ ای۔ بی

الامۃ:۔ غفوراں بیگم نزہت۔ زوجہ چوہدری عبدالرشید چک نمبر ۲۸۵ ای۔ بی ضلع منٹگمری

گواہ شد سید ولایت شاہ سیکرٹری وصایا۔

گواہ شد: عبدالرشید خاوند موصیہ

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے

سمجھوتہ کی راہ میں پاکستان کوئی مشکل پیدا نہیں کر رہا

نہری پانی کے تنازعہ کے سلسلہ میں بھارتی وزیر کا بیان

نئی دہلی ۷ اپریل۔ بھارتی وزیر آبپاشی حافظ محمد ابراہیم نے کل لوک سبھا میں بتایا کہ نہری پانی کا تنازعہ سلجھانے کی غرض سے واشنگٹن میں جس معاہدہ کے لئے بات چیت ہو رہی ہے اس کے راستہ میں پاکستان نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔ ایک اور سوال پر آپ نے بھارتی اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر کی تصدیق کی کہ عبوری انتظام کی میعاد ختم ہو جانے کے باوجود بھارت، پاکستان کے لئے نہری پانی کی فراہمی کا سلسلہ جاری رکھے گا۔

حافظ محمد ابراہیم نے وقفہ سوالات میں بتایا "یکم اپریل ۱۹۵۹ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۶۰ء کے لئے جو عبوری انتظام کیا گیا تھا۔ اس کی مدت ختم ہو چکی ہے تاہم اس وقت واشنگٹن میں عالمی بنک کے زیر اہتمام ایک معاہدے کا مسودہ تیار کرنے کی کوشش جاری ہے۔ جس میں مشرقی دریاؤں سے پاکستان کے لئے پانی کی فراہمی کے عبوری انتظامات بھی درج ہوں گے۔ یہ انتظامات نسبتاً لمبے عرصے کے لئے ہوں گے۔ جوں جوں پاکستان میں متبادل انتظامات ہوتے جائیں گے مشرقی دریاؤں سے پاکستان کے لئے پانی کی مقدار بتدریج کم کی جاتی رہے گی۔ آپ نے کہا یہ انتظامات پانی کے مجوزہ معاہدے کا ضروری جزو قرار پائیں گے۔ آپ نے افسوس کا اظہار کیا کہ عبوری انتظامات اور نہری پانی کے معاہدے کو آخری شکل دینے میں تاخیر ہو رہی ہے۔ بہرحال آپ نے کہا کہ ماضی میں جو عبوری انتظام کیا گیا تھا۔ اس کی مدت کے اختتام کے باوجود پاکستان کو نہری پانی فراہم کیا جاتا رہا ہے اور تجویز یہ ہے کہ فی الحال پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

مسٹر اے۔ بی واجپائی (جن سنگھ) نے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ پاکستان نہری پانی کے تنازعہ کے سلسلہ میں نئی مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ حافظ محمد ابراہیم نے جواب دیا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی جس کی بنا پر میں اس سوال کا جواب مثبت میں دوں۔ اس موقع پر پنڈت نہرو نے مداخلت کرتے ہوئے کہا یہ جھگڑا گذشتہ کئی سال سے چل رہا ہے اور ہمارے لئے یہ مایوس کن تجربہ ہے۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ پاکستان کی طرف سے اکثر اوقات نئے مسائل کھڑے کئے گئے ہیں اور نہری پانی کا مسئلہ بھی خاصہ پیچیدہ ہے۔ اس وقت تک پاکستان کی طرف سے جو خاص مسائل کھڑے کئے گئے ہیں۔ میں ان کی تفصیل میں پڑنا نہیں چاہتا۔ لیکن جہاں تک بھارت کا تعلق ہے اس کی خواہش یہ ہے یہ گتھی جلد سلجھ جائے۔

نمبر ۱۵۶۲۹ میں مفتی فضل احمد ولد مفتی محمد حسین صاحب قوم قریشی پیشہ ریٹائرڈ ٹیچر عمر قریباً اسی سال تاریخ بیعت سنہ ۱۸۹۲ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد صرف ایک مکان واقع بھیرہ ہے جو جدی ہے۔ اس میں میرے علاوہ میرے بھائی بہنیں بھی حصہ دار ہیں۔ اس مکان میں میرا حصہ اوسطاً ؍/۵۰۰ روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۵ حصہ کی میں وصیت کرتا ہوں اور یہ رقم مبلغ ایک صد روپیہ نقد ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرا گذارہ میری ماہوار پنشن پر ہے جو ؍/۳۱/۱۱ روپے ہے۔ اس کے ۱/۸ کی وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ وارث ہو گی۔ مفتی فضل احمد بقلم خود ۲۴/۲/۶۰

گواہ شد محمد ابراہیم ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

گواہ شد محمد یوسف محرر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ ۲۴/۲/۶۰

گمشدہ قلم اور عینک

مجھے دارالرحمت وسطی سے ایک قیمتی پن راستہ میں گرا ہوا ملا ہے۔ نیز کسی دوست کی نظر کی عینک بھی ملی ہے۔ جن صاحب کی یہ چیزیں ہوں وہ نشانی بتا کر خاکسار سے حاصل کر لیں۔

چوہدری محمد شریف سابق مبلغ بلاد عربیہ دارالرحمت شرقی ربوہ

قندھار جیل میں بھوک سے ایک شخص ہلاک

کوئٹہ ۷ اپریل۔ قندھار میں حکومت افغانستان کے خلاف مظاہرہ کرنے کے الزام میں جن افراد کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک اور شخص حوالات میں بھوک کی تاب نہ لا کر انتقال کر گیا ہے۔

ما غریباں خاک بوسانِ حرم
ایں چنیں برکات کے یابد امم

(از محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید۔ ربوہ)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے عید الفطر کے دن جب جامعہ احمدیہ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تو آپ کی زبان پر یہ فارسی شعر جاری ہوا جو سرعنوان درج ہے جامعہ احمدیہ سلسلہ کا وہ بنیادی ادارہ ہے جس کے فارغ التحصیل طلباء آج چاردانگ عالم میں اسلام کی اشاعت کا مقدس فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

غیر ممالک سے اسلام کی اشاعت کی خاطر زندگیاں وقف کرنے والے نوجوان بھی اس ادارہ میں آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

ابراہیمی طیور کا یہ نشیمن ابھی تک اپنی تکمیل کے مراحل طے نہ کر سکا تھا۔ الحمد للہ کہ اب اس مبارک کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

ذیل میں اُن احباب کے نام دعا کے لئے پیش خدمت ہیں۔ جنہوں نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا ہے اللہ تعالے انہیں حسنات دارین سے نوازے۔ میں ان احباب کرام سے درخواست کرتا ہوں جنہوں نے مکرم محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تحریک پر وعدہ جات فرمائے ہیں وہ جلد موعودہ رقم بھجوا دیں۔ تا اس عمارت کی جلد تکمیل کر کے ہم ایک اہم فرض سے سبکدوش ہو سکیں۔

(۱) کرنل عطاء اللہ صاحب ۱,۷۶۰ روپے نقد ادائیگی۔
(۲) چوہدری بشیر احمد صاحب حال لاہور ۵,۰۰۰ پانچ ہزار روپے وعدہ
(۳) چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ ۱,۰۰۰ ایک ہزار روپیہ ״
(۴) مکرم کرم الٰہی صاحب ״ کوئٹہ ۱,۰۰۰ ایک ہزار روپیہ ״

(خاکسار۔ عبدالرحیم احمد وکیل التعلیم تحریک جدید۔ ربوہ)

"مخزنِ معارف" یعنی خلاصہ تفسیر کبیر کے متعلق بعض آراء

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز:۔ "مخزن معارف کا کام اچھا ہے۔ اللہ تعالےٰ برکت دے۔ یہ تفسیر کبیر کا خلاصہ ہے۔ دوست اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی:۔ "عزیزم پیر معین الدین صاحب ایم۔ ایس سی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تفسیر کبیر کے بعض حصوں کا خلاصہ نکال کر شائع کیا ہے۔ تفسیر کبیر کی وہ شان ہے جو کسی احمدی پر مخفی نہیں۔ بلکہ بے شمار غیر از جماعت اصحاب نے بھی اس کی بے حد تعریف کی ہے۔ خلاصہ میں بعض زاید باتوں کو حذف کر کے ضروری مباحث کا نچوڑ آجاتا ہے جو یقیناً اس عظیم الشان کتاب کے مطالعہ میں سہولت پیدا کرنے والا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس خلاصہ کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اس کے معارف سے خود بھی مستفید ہوں اور غیر احمدی اصحاب تک بھی پہنچائیں۔"

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب:۔ "...... یہ خلاصہ میرے زیر مطالعہ رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت محنت جانفشانی اور محبت سے تیار کیا گیا ہے جو دوست تفسیر کبیر کا مطالعہ نہیں کر سکتے ان کے لئے تو خصوصاً بہت ہی مفید ہے۔ مگر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی تفسیر کبیر کا مطالعہ کرنے والے بھی اس سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پیر صاحب کو بہت بہت جزا دے اور دوستوں کو اس پیارے تحفہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین"

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب:۔ "...... اس طریق سے ان لوگوں کے لئے جنہیں تفسیر کبیر میسر نہ آسکتی ہو یا جو کم سے کم وقت میں اس کے مغز اور معارف پر مطلع ہونا چاہتے ہوں ایک نہایت آسان ذریعہ مہیا ہو گیا ہے امید ہے قرآن کریم کے علوم کے شائق اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے......"

خلاصہ سورۃ یونس تا کہف اور النباء تا الناس نظارت اشاعت الشرکۃ الاسلامیہ اور الفضل برادرز گول بازار ربوہ سے مل سکے گا۔

قیمت فی حصہ جلد آرٹ کلاتھ ۵/- روپے۔ جلد کپڑا ۴/۸ روپے

پیر معین الدین ایم۔ ایس سی۔ دارالصدر۔ ربوہ

محترم چوہدری برکت علی خانصاحب وکیل المال پنشنر کی وفات

(بقیہ صہ اوّل)

رہے اور نہایت محنت جانفشانی اور شغف کے ساتھ اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دے کر تحریک جدید کے مالی نظام کو مستحکم بنانے میں نہایت قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ اور بالآخر ۱۹۵۷ء میں وکیل المال کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائر ہونے کے بعد بھی آپ خدمتِ سلسلہ میں مصروف رہے اور خاص اپنی نگرانی میں تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین کے انیس سالہ حسابات پر مشتمل کتاب طبع کرائی۔ اس طرح آپ نے قریباً تمام عمر خدمتِ سلسلہ میں بسر کر کے قربانی و ایثار انتھک محنت اور سلسلہ کے ساتھ والہانہ عقیدت کی ایک شاندار مثال قائم کر دکھائی۔

نماز جنازہ آج مورخہ ۸ اپریل کو نماز جمعہ کے بعد ادا کی جائے گی۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم چوہدری صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں خاص مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور محترم چوہدری صاحب مرحوم کی اولاد کو اپنے بزرگ والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"درخواست دُعا"

(۱) مولوی غلام مصطفیٰ صاحب ٹھیکیدار بھٹہ گوجرانوالہ ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ میو ہسپتال لاہور میں بھی داخل رہے ہیں۔

احباب کرام و درویشان قادیان سے ان کی کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(منظور احمد خاں)

(۲) میرے ایک دوست سیٹھ عبدالقیوم آف بہاولپور اولاد سے محروم ہیں۔ احباب دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو اولاد نرینہ عطا فرمائے۔

(محمد رفیق پرواز سیالکوٹ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴